بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۸ — شمارہ ۹

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No P. 67

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

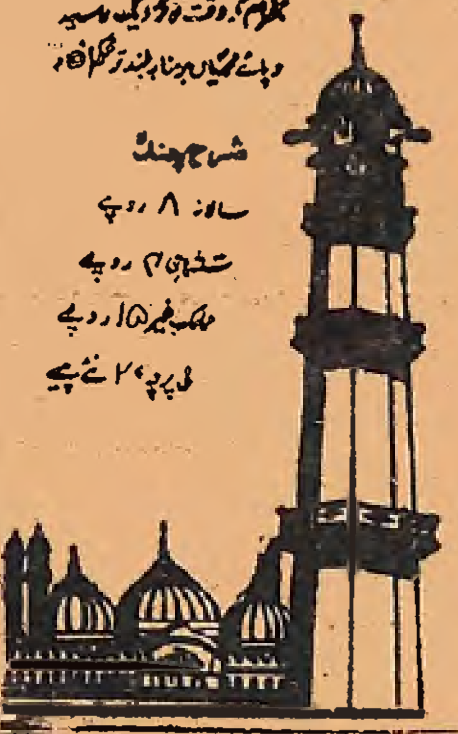

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ — ۲۷ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش — ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ تبلیغ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۹ تبلیغ کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت تو اچھی ہے لیکن سر تا حال بھاری ہے۔ اور ہلکے سر درد کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲۴ تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

● — محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ؀

مشرقِ بعید کا تبلیغی جائزہ

(تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ سنہ ۶۸ء)

دار الہجرت ربوہ میں جماعت احمدیہ کے ستترہویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۸ فتح ۱۳۴۷ ہش (مطابق ۲۸ دسمبر ۶۸ء) کے پہلے اجلاس میں محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر جو تقریر فرمائی اس کا مکمل متن تبلیغی نقطۂ نظر سے ہندوستانی احباب کے افادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

امسال اکتوبر نومبر میں مجھے مشرقِ بعید کے بعض ممالک کا دورہ کرنے کا موقع ملا جن میں جاپان کا ملک بھی شامل تھا۔ جاپان میں جماعت کی طرف سے باقاعدہ مشن کھولنے کا فیصلہ مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ اور اس دورہ میں جاپان کے ملک کو شامل کرنے کی بھی یہی وجہ تھی کہ وہاں سروے کر کے اس ملک کے مذہبی رجحانات کا موقع پر مطالعہ کیا جائے تا تبلیغ اسلام کے لئے سکیم بنائی جا سکے۔ گو کئی سال سے تحریکِ جدید کے سالانہ بجٹ میں جاپان مشن کے لئے رقم مہیا کی جاتی رہی ہے۔ لیکن بعض روکیں ایسی رہی ہیں کہ جن کی وجہ سے اب تک مشن نہ کھولا جا سکا۔ دراصل کسی ملک میں بھی مشن کھولنے سے قبل وہاں کی مذہبی تحریکات اور رجحانات کا جاننا ضروری ہے تا اس ملک کی مذہبی ضروریات کو سامنے رکھ کر کوئی عملی سکیم بنائی جا سکے۔

جاپانیوں کی مذہبی زندگی

جاپانیوں کی مذہبی زندگی پر تین مذاہب یا فلسفے کسی نہ کسی رنگ میں اثر انداز ہیں۔ کنفیوشیزم۔ شنٹو ازم اور بدھ مت۔ جاپانی شہریوں کی اکثریت ابھی تک ان تینوں مذاہب یا فلسفوں کے امتزاج سے چمٹی ہوئی ہے۔ موجودہ سفر کے دوران خود جاپانیوں کے منہ سے یہ سننے کا موقع ملا کہ ہر جاپانی شنٹو پیدا ہوتا ہے اور بدھ مرتا ہے اور بیچ کی زندگی میں اخلاقیات کے لئے کنفیوشیزم کی طرف رُخ کرنا پڑتا ہے۔ اور عبادات کیلئے اپنے آباء و اجداد کی ارواح کی طرف۔

جاپان کا سب سے پرانا مذہب جسے ایک لمبے عرصہ کے بعد "شنٹو" کا نام دیا گیا۔ مظاہر قدرت کی غیر منظم عبادت اور وفات یافتہ لوگوں کی روحوں سے انتہائی عقیدت کی صورت میں رائج تھا۔ نہ لوگوں کے لئے کوئی عبادت گاہیں تھیں اور نہ ہی مذہبی راہنما۔ عبادت کی روح فلسفہ کی شکل میں موجود تھی۔ اور لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنے اپنے مزاج اور ضرورت کے مطابق اس فلسفہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس فلسفہ کو سب سے پہلے کامینومی چی (KAMINO MICHI) کا نام دیا گیا۔ اور یہی اس کا جاپانی نام ہے۔ "شنٹو" جس نام سے بعد میں یہ فلسفہ موسوم ہوا، دراصل چینی لفظ ہے۔ SHEN اچھی روحوں کو کہتے ہیں۔ اور فلاسفر "لاؤزے" (LAO TZE) کی تعلیمات کو "تاؤ" (TAO) یعنی راستہ کہتے تھے چنانچہ جاپانیوں نے اپنے فلسفہ (جس میں بظاہر قدرت اور ارواح کی پرستش کی جاتی تھی) کا نام "شنٹو" جو دراصل SHEN - TAO ہے یعنی "اچھی روحوں کا راستہ" رکھ دیا۔

جاپانیوں کے متعلق اکثر یہ کہا جاتا ہے اور یہ ہے بھی ٹھیک کہ وہ بہت اچھے شاگرد ہیں۔ اور ہر وہ چیز یا بات جو اُن کے مطلب کی ہو یا جس میں انہیں دلچسپی پیدا ہو جائے نہایت آسانی سے اور قلیل عرصہ میں سیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ تیسری صدی عیسوی میں جب چینی اثرات کا جاپان میں نفوذ ہونے لگا۔ تو جاپانیوں نے اُن سے متعدد تمدنی اور ثقافتی امور سیکھ کر اپنے معاشرہ میں بعض نہایت اہم تبدیلیاں کیں۔ لکھنے پڑھنے۔ زراعت اور فنونِ لطیفہ کے ساتھ ساتھ مذہب کے سلسلہ میں بھی جاپانیوں نے چین سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ جس کی پہلی مثال تو اُن کے مذہب کا نام ہی ہے۔ یہ بات بہت حد تک وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ "شنتو" کا لفظ تیسری صدی عیسوی کے بعد ہی جاپان میں رائج ہوا ہوگا کیونکہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ "شنتو" جن دو الفاظ کا مجموعہ ہے وہ دونوں چینی ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ چینی زبان کے الفاظ ہیں بلکہ اُن کے مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانہ میں شنٹو ازم اس قدر سادہ اور آسان تھا کہ غالباً دنیا کے کسی حصہ میں بھی اتنا سادہ مذہب نہیں پایا جاتا تھا۔ مظاہرِ قدرت کی پرستش کے علاوہ میکاڈو (MIKADO) کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ میکاڈو کسی انسانی شخصیت کا نام نہیں بلکہ وہ سورج اور چاند کی طرح ہی کوئی چیز تھی جس کی جاپانیوں کے خیال میں پرستش کی جانی چاہیئے۔ اُن کی کتب KOJCKE اور NIHANGI (جو کہ پرانے زمانے کے اساتذہ اور جاپان کی تاریخ سے تعلق رکھنے والی تیرہ سو سال پرانی کتب ہیں) کے مطابق دنیا کی پیدائش کے بعد دنیا میں متعدد دیوتا اور روحیں موجود تھیں۔ اُن کی ساتویں نسل میں ازاناگی (IZANAGI) اور ازانامی (IZANA-MI) دیوتا نے فضاؤں سے زمین پر تین بچوں کو جنم دیا۔ یہ بچے تھے سورج دیوتا اور اس کے دو بھائی چاند دیوتا اور طوفان دیوتا۔ سورج دیوتا جسے AMATERARA OMI KAMI کہتے ہیں اہل و عیال والا تھا۔ اور اس کا پوتا جی می تنو (JIMMI TENU) جاپان کا سب سے پہلا شہنشاہ بنا۔ میکاڈو کے متعلق جاپانیوں کا خیال ہے کہ وہ سورج دیوتا کی ایک سو چوبیسویں نسل میں سے ہے۔ چنانچہ میکاڈو کی پرستش کی جانے لگی اور اس طرح ہر جاپانی کے لئے یہ ضروری قرار پایا کہ اپنے حاکم سے ہمیشہ اور ہر حال میں وفاداری کا ثبوت دے۔

چھٹی صدی عیسوی میں بدھ مت اور کنفیوشیزم کی تعلیمات نے جاپانیوں کو متاثر کرنا شروع کیا۔ کنفیوشیزم تو پیدا ہی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء

اخبارات کا محصولِ ڈاک کم کیا جائے

خصوصی مقالہ

اِس وقت جبکہ نئے سال کا بجٹ زیرِ غور ہے۔ اِس سلسلہ میں ہم بڑے ادب و احترام کے ساتھ چند گذارشات حکومت کے متعلقہ افسران کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ گذارشات اخبارات پر محصولِ ڈاک کے اُس غیر معمولی بوجھ سے متعلق ہیں جو گذشتہ سال سے نئی شرح کے نفاذ کے نتیجہ میں اُن پر ڈالا گیا ہے۔

ہر چند کہ ہفتہ وار بدر ایک مذہبی اخبار ہے۔ جس کا دائرہ کار مذہبی اور رُوحانی اُمور ہیں۔ اور ہم اسی دائرہ عمل میں اپنے ملک و قوم کی خدمت بجا لانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تاہم محصُولِ ڈاک کا بوجھ ایسا ہے جو مذہبی اور غیر مذہبی سب قسم کے اخبارات و رسائل پر یکساں طور پر اثر انداز ہے۔ بلکہ مذہبی اخبارات تو پہلے ہی مالی لحاظ سے کوئی اچھی پوزیشن میں نہیں ہوتے اسلئے محصُولِ ڈاک کی موجُودہ شرح نے تو اُن کے لئے بے شمار قسم کی نئی مشکلات پَیدا کر دی ہیں۔ اِس لئے مجبُور ہو کر ہم آج کی صحبت میں اس موضوع پر کچھ عرض کر رہے ہیں۔

بھارتی وِدھان میں تحریر و تقریر کی جو آزادی دی گئی ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اِس طرح کے ناقابلِ برداشت مالی بوجھ کے سبب کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک کے وہ اخبارات جو مالی منفعت کی بجائے قومی اور مُلکی خدمت کے جذبہ سے شائع ہوتے ہیں، مالی پریشانی سے تنگ آکر بند ہو جائیں۔ اور یہ بات کوئی ناممکن بھی نہیں۔ خدا نہ کرے، اگر ایسا ہُوا تو یہ امر جہاں عام جنتا کے حق میں نقصان دہ ہے، وہاں حکومت کی بدنامی کا بھی باعث ہے کہ مُلک میں نیکی اور اخلاق کا پرچار کرنے والے ایک مفید ذریعہ کو حکومت نے ضائع کر دیا ——!!

علاوہ ازیں یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ فی زمانہ اخبارات وہ واحد کامیاب ذریعہ ہیں جو حکومت اور عام جنتا کے خیالات و نظریات میں رابطہ پَیدا کرنے کی خدمت خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ اخبارات جہاں عوام کے ترجمان ہوتے ہیں اور عوام اخبارات کے ذریعہ بہت کچھ سیکھتے اور حاصل کرتے ہیں، خود حکومت کے لئے بھی اُس کی بہت سی ذمّہ داریوں کو نباہنے میں بہت زیادہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ حکومت کے بہت سے کام اخبارات کے تعاون اور اُن کی رضاکارانہ مدد کے ساتھ بہت آسان ہو جاتے ہیں۔ اِس قسم کے فوائد جو بالواسطہ طور پر حکومت کو اخبارات سے حاصل ہوتے ہیں کوئی معمولی نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت ان کا بھی احساس کرے۔ اِس کے باوجود یہ بات بڑی ہی اذیّت ناک ہے کہ اخبارات کا وہ اِدارہ جو گویا حکومت کا ہاتھ اور بازو ہے، اسی ہاتھ اور بازو کو محصُولِ ڈاک کا غیر معمُولی بوجھ ڈال کر ناکارہ کر دیا جائے !!

پس ہم بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ حکومت کے اُن تمام متعلّقہ افسران سے گزارش کریں گے کہ خدا را اخبارات کو اس طرح یہ بلا واسطہ آمد کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور جبکہ صورت یہ ہے کہ حکومت کے پاس اپنی مالی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے دیگر بے شمار قسم کے وسائل موجود ہیں، اخبارات کے معاملہ میں زیادہ سے زیادہ فراخ حوصلگی سے کام لیتے ہوئے انہیں موجُودہ محصُولِ ڈاک کے ناقابلِ برداشت بوجھ سے نجات دلائی جائے۔ اور اُن اخبارات کو موت و حیات کی کشمکش سے بچایا جائے جن کے مالی وسائل بہت ہی محدُود ہیں —— مہربانی کر کے سابقہ محصُولِ ڈاک کو بحال کر کے انہیں اِس قابل بنایا جائے کہ وہ بالواسطہ طور پر ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور وِدھان میں دی گئی تحریر و تقریر کی آزادی بھی اِس ڈھنگ سے متاثر نہ ہونے پائے۔

ہمیں قوی اُمید ہے کہ ہماری اِن گذارشات پر ضرور ہمدردانہ غور فرمایا جائے گا ——!! خدا تعالیٰ ہم سب کو مُلک و قوم کی بہترین خدمت بجا لانے کی توفیق دے ——!!

حقیقی ربوبیت اور اس کے دو مظہر

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"...... ربّ کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنیوالا اور تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔ لیکن عارضی اور ظلّی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر دُوسرا رُوحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور رُوحانی طور پر مُرشد اور ہادی ہیں۔ دُوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دُوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے اِحسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربُوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اِس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کا متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دئے ہیں۔ اور اپنی محبّت کے انوار سے ایک پرتو محبّت کا اُن میں ڈال دیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے۔ اور جب تک قلوب میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فرد بشر خواہ وہ دوست ہو یا برابر کے درجہ کا ہو۔ یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربُوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچّوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس خُدا تعالےٰ نے تکمیلِ اخلاقِ فاضلہ کے لئے "رَبِّ النَّاس" کے لفظ میں والدین اور مُرشد کی طرف ایماء فرمایا ہے تاکہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی ربّ اور ہادی کی شکر گذاری میں لے لئے جائیں"

(الحکم مورخہ ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

خصوصی دُعاؤں کا التزام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر تبلیغ (فروری) کا خلاصہ اخبار الفضل ۱۶/۲/۶۹ میں شائع ہُوا ہے کہ

"خطبہ جمعہ میں حضُور نے دُنیا میں غلبۂ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تر لانے کی غرض سے تسبیح و تحمید اور درُود پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دُعا نیز استغفار اور بعض اور دُعاؤں کا روزانہ کم سے کم مقررہ تعداد میں وِرد کرنے کی سابقہ تحریک کے تسلسل میں ایک اور قرآنی دُعا کا روزانہ ۳۲ مرتبہ وِرد کرنے کی تحریک فرمائی۔ وہ دُعا یہ ہے:— رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (بقرہ آیت ۲۵۱)

حضُور نے متعدد دیگر آیاتِ قرآنی کی روشنی میں اس آیۂ کریمہ کی نہایت لطیف تفسیر بھی بیان فرمائی۔

حضُور نے فرمایا تمام سابقہ دُعاؤں کا وِرد بھی کم سے کم مقررہ تعداد میں جاری رکھا جائے۔

نیز واضح فرمایا۔ ان سب دُعاؤں کے وِرد کے لئے جو تعداد مقرر کی گئی ہے وہ کم سے کم ہے جن دوستوں کے لئے ممکن ہو انہیں حسبِ توفیق اس سے زیادہ تعداد میں ان دُعاؤں کا وِرد پُورے عزم اور تعہد کے ساتھ کرنا چاہیئے"

جن سابقہ دُعاؤں کے وِرد کا حضُور گزشتہ ایّام میں ارشاد فرما چکے ہیں احباب کی یاد دہانی کے لئے ان کی مختصر تفصیل اِس طرح ہے:-

(۱) سیّدنا حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام کی الہامی دُعا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کا وِرد تمام افرادِ جماعت اِس طرح روزانہ کریں کہ بڑے مرد ہوں یا عورتیں کم از کم دو سو بار۔ ۱۵ سال سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار۔ سات سال سے ۱۵ سال تک کے بچے بچیاں ۳۳ دفعہ، سات سال سے کم عمر کے ایسے بچّے جو ابھی پڑھنا بھی نہیں جانتے اُن کے والدین یا سرپرست تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح و تحمید اور درود کہلوایا کریں۔

(بدر ۲۹/۲/۶۸ صفحہ ۲)

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ہماری فلاح کیلئے جو احکام دئیے ہیں ان میں مسافروں اور مہمانوں کے حقوق بھی شامل ہیں

ہمارا جلسہ سالانہ ان حقوق کی ادائیگی کا ایک خاص موقع ہوتا ہے

ہمارے نوجوانوں کو جلسہ سالانہ پر چوبیس گھنٹے اپنے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لئے ڈیوٹی پر سمجھنا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ر فتح / دسمبر ۱۳۴۷ ہش / ۱۹۶۸ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(بقرہ ۱۸۶-۱۸۸)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے

ان آیات میں ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے

کہ دیکھو میں تم سے بڑا ہی پیار کرنے والا ہوں۔ میں نے جو احکام تمہیں تربیت کیلئے دیئے ہیں ان میں اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ تمہارے لئے کوئی تنگی نہ پیدا ہو بلکہ آسانی اور سہولت کے ساتھ تم ان ذمہ واریوں کو بجالاتے رہو جو تم پر ڈالی گئی ہیں (یہ اور بات ہے کہ کبھی فطرتِ بہانہ سہولت کو بھی تنگی سمجھنے لگتی ہے۔ اور نعام کو بھی ایک کوفت محسوس کرتی ہے) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے احکام بھی دئے ہیں وہ اس لئے دئے ہیں کہ تم جسمانی لحاظ سے بھی اور دنیوی زندگی میں بھی اور روحانی طور پر بھی اور اخروی زندگی میں بھی فلاح کو حاصل کریں اور ان احکام میں اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ ہمارے لئے تنگی اور مجبوری کے حالات پیدا نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ انسان کو یہ احساس ہو کہ مجھ میں ان احکام کو بجالانے کی قوت اور طاقت تو نہیں ہے لیکن میرا رب مجھ سے یہ مطالبہ کر رہا ہے چونکہ یہاں ہمارا محبوب آقا ہمیں

رمضان کے متعلق ہدایات

دے رہا ہے اس لئے اس نے دو چیزوں کو ہمارے سامنے رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو تو پھر رمضان کے روزے نہیں رکھنے اور جب ہم اسلام کی اور قرآن کریم کی مجموعی تعلیم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو اگر تم مریض ہو تو ہم نے مریض کے بہت سے حقوق قائم کئے ہیں اور اگر تم سفر پر ہو تو ہم نے مسافر کے بہت سے حقوق قائم کئے ہیں لیکن ان تمام حقوق کے باوجود گھر میں جو آرام و آسائش ہے وہ سفر میں نہیں مل سکتا اس لئے میں تمہارے لئے سہولت پیدا کرتا ہوں اور تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم سفر میں ہونے کی حالت میں رمضان کے روزے نہ رکھو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس سہولت کی قدر نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے اس پیار کو نہیں سمجھتا وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر محبت اور پیار کا سلوک ہم سے کیا ہے کہ انسان شرم کے مارے اپنی گردن جھکا لیتا ہے اور پھر وہ گردن جھکی ہی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پیشانی نیستی کے آثار لئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے

حقوقِ سفر کا ذکر

کیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آیات قرآنیہ کی نہایت ہی حسین تفسیر بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۸ میں یہ فرماتا ہے کہ کامل نیک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اس کی رضا کے حصول کے لئے مسافر پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ سورۃ بقرہ ہی کی آیت ۲۱۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو اموال تم خرچ کرتے ہو یا دوسری نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں مثلاً وقت ہے۔ خدمت کرنے کی اہلیت ہے (یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں) اور تم اس کی

رضا کے حصول کے لئے

اس کی راہ میں خرچ کرتے ہو ان میں مسافر کا بھی حق ہے۔ یعنی اگر تم مسافر پر اپنا چیزوں کو خرچ کرو گے تو وہ مسافر پر تمہارا کوئی احسان نہیں ہوگا بلکہ یہ اس کا حق ہے جو تم ادا کر رہے ہو گے۔ سورۃ نساء کی ۳۷ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسافر کے ساتھ بہت احسان کا سلوک کرو اور سورۃ الاسراء کی ۲۷ویں آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ مسافر کو اس کا حق دو۔ اور اسراف کا رنگ اختیار نہ کرو۔ جیسا کہ فرمایا:-

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا

یعنی اسراف سے ڈرتے ڈرتے مسافر کی ہر ضرورت کا خیال کرو۔ یہ تو نہیں کہ مسافر کی خاطر اور اس کی خدمت میں تم اتنا

منظوم کلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ میں قرباں ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ وہ بھی ہو فدا

کے دوسرے احکام کو انسان بھول جائے اسراف سے ورے ورے ہر خدمت جو ممکن ہو سکتی ہے وہ مسافر کی کرو۔

غرض اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ دیکھو

جب تم سفر میں ہوتے ہو

تو ہم نے تمہارے لئے کس قدر آرام کا ماحول پیدا کیا ہے۔ ہم نے تمہارے بھائیوں کو کہا ہے کہ تم ہماری محبت کی وجہ سے اور ہماری رضا کے حصول کے لئے جو اموال خرچ کرتے ہو ان میں مسافر کا بھی حق ہے۔ ہم نے اس خرچ کو تمہارا حق قرار دیا ہے اور تمہارے بھائیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ تمہارا حق تمہیں ادا کیا جائے پھر یہی نہیں کہ تمہارا حق ادا کیا جائے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ حق سے زائد دو۔ احسان کرو اور بہت احسان کرو اور اس قدر احسان کرو کہ اسراف سے ورے ورے ہر ممکن خدمت اس کی بجا لاؤ۔

ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ پھر بھی سفر میں تمہیں تمہارے گھر جیسی سہولت نہیں ملے گی۔ ہم تمہارے لئے سہولت چاہتے ہیں اس لئے ہم نے تمہیں اجازت دے دی ہے اور کہا ہے کہ رمضان کے روزے سفر کی حالت میں نہ رکھا کرو۔ اب دیکھو

یہ کتنی پیاری تعلیم ہے

اور کس قدر محبت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے کیا ہے اس محبت اور پیار کے اظہار کی وجہ سے ہم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ ایک تو ہم ہر وقت خدا تعالیٰ کی حمد کرتے رہیں۔ اور دوسرے خدا تعالیٰ کی کامل صفات کو ہر وقت اپنے تصور میں رکھیں۔ اور جس محبت کا وہ ہم سے اظہار کرتا ہے اس کا جواب اسی قسم کی محبت سے دیں۔ انسان بشری کمزوریوں سے تو بچ نہیں سکتا لیکن اپنے ماحول میں جس قدر پیار کسی سے کر سکتا ہے جس قدر محبت وہ کسی سے کر سکتا ہے وہ سب سے زیادہ پیار اور محبت شکر کے طور پر اپنے ربّ سے کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے اور پھر ہدایت کے ساتھ ہماری سہولتوں اور آسائیوں کا خیال رکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم کسی موقع پر بھی کمزوری نہ دکھائیں اور اس کی حمد کرتے ہوئے ان سہل راستوں پر جو مستقیم راستے ہیں اس کے قرب کی طرف بڑھتے چلے جائیں (صراطِ مستقیم ہی ایک سہل راستہ ہے کیونکہ جو چکر دار یا گھماؤ دار راستہ ہے وہ سہل نہیں ہوا کرتا۔ جو راستہ ایک میل مسافت طے کرانے کی بجائے دس میل کی مسافت طے کرا کے منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے وہ سہل نہیں ہوا کرتا)

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں چونکہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہوں اس لئے میں نے تمہارے لئے ایک صراطِ مستقیم بنا دیا ہے اور اس راستہ پر بھی جگہ بہ جگہ تم ایسے احکام پاؤ گے کہ جو تمہاری سہولت کا سامان پیدا کر دیں گے تم اس راستہ پر چلتے ہوئے رمضان کے روزے رکھو گے تو تمہارے کانوں میں

تمہارے ربّ کی نہایت ہی محبت بھری آواز

آئے گی کہ اگر تم سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھنا۔ میں تمہاری سہولت کے سامان پیدا کرنا چاہتا ہوں اگر مریض ہو (طبیعت بہانہ جُو نہ ہو) اور انسان واقعہ میں مریض ہو اور ڈاکٹر کہتا ہو کہ روزہ تمہاری صحت کو مستقل طور پر خراب کر دے گا یا تم اس روزے کو برداشت نہیں کر سکتے یا تمہارے لئے مثلاً ہر دو یا تین گھنٹے کے بعد دوا کھانا ضروری ہے تو تم روزے نہ رکھو پھر بعض ایسے مریض بھی ہوتے ہیں جن کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہر دو گھنٹہ یا تین گھنٹہ کے بعد تم کچھ کھاؤ ورنہ تم مر جاؤ گے۔ ان کی کانسٹی ٹیوشن (Constitution) یعنی جسم کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ان کے معدہ میں غذا نہیں رہتی۔ یہ مستقل قسم بیماری کی قسم ہے۔ ان کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھانے کی ضرورت پڑتی ہے ایسے مریضوں کو ڈاکٹر کہے گا کہ اگر تم نے اپنی صحت کو برقرار رکھنا ہے اور خود اپنے آپ کو جسمانی طور پر ہلاکت میں نہیں ڈالنا تو تمہیں ہر دو تین گھنٹہ کے بعد کچھ کھانا چاہیئے پھر بعض بیماریاں ایسی ہیں جن میں خون کی شکر کم ہو جاتی ہے اور اگر وہ شکر جسم کو نہ ملے تو انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ موت واقع ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایسے لوگ بعض دفعہ آدھ یا ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد میٹھے کی طرف دوڑتے ہیں کیونکہ جسم میٹھا مانگ رہا ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے میٹھا دو۔ ورنہ میں گیا۔ ایسے شخص کو خدا کہتا ہے کہ تم روزہ نہ رکھو کیونکہ تمہارے لئے یہ سیدھا راستہ ہم نے ہلاکت اور سختی اور تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں بنایا بلکہ سہولت اور آسانی کے لئے بنایا ہے۔ ہم اپنے پیار کی وجہ سے جو سہولتیں

تمہیں دے رہے ہیں ان کو پیار اور شکر اور حمد کے ساتھ قبول کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم ناشکر گزار ہو جاؤ گے

اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے

ایک مسافر کے کتنے حقوق قائم کئے

ہیں اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کہا ہے کہ جو اموال بھی تم میری راہ میں میری رضا کے حصول کے لئے خرچ کرو ان میں مسافر کا بھی حق ہے۔ تم اس حق کو ادا کرو اور صرف اس کا حق ہی ادا نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ اور یہ وہ مسافر ہے جو میرا یا تمہارا مہمان بنتا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس مسافر کا کیا حق ہو گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا مہمان بنتا ہے اس کے حقوق تو ایک عام مسافر سے بہرحال زیادہ ہوں گے۔ اب ان حقوق کی ادائیگی کا ایک موقع جلسہ سالانہ پر آرہا ہے۔

میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے بچپن کے زمانہ میں

جذبۂ خدمت کے نہایت حسین نظارے

دیکھے ہیں۔ ایک دو نظارے میں نے دوستوں کے سامنے ایک دفعہ بیان بھی کئے تھے۔ وہ نظارے اتنے حسین ہیں کہ انہیں بار بار بیان کرنا چاہیئے تا ہماری جو چھوٹی پود ہے۔ نئی نسل ہے ان کو بھی پتہ لگے کہ مہمان کی خدمت کیسے کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ میں بہت چھوٹی عمر کا تھا مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت میں داخل ہوا تھا یا شاید پانچویں جماعت میں ہوں گا یعنی یہ قرآن کریم حفظ کرنے کے معًا بعد کی بات ہے۔ ہمارے چھوٹے ماموں جان (حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ) افسر جلسہ سالانہ ہوا کرتے تھے آپ ہماری تربیت کی خاطر ہمیں اس عمر میں اپنے ساتھ لگا لیتے تھے۔ آپ ہر لحاظ سے ہمارا خیال بھی رکھتے تھے اور پورا وقت ہم سے کام بھی لیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ رات کے گیارہ گیارہ بجے تک آپ ہم سے کام لیتے تھے۔ چاہے وہ دفتر میں بیٹھا رکھنے کا ہو یا خطوط وغیرہ نقل کرنے کا ہو۔ ان کے علاوہ دوسرے تمام کام جو اس عمر کے مطابق ہوں ہم سے لیتے تھے۔ ایک دن آپؓ نے مجھے کہا (رات کے کوئی نو دس بجے کا وقت ہو گا کہ مدرسہ احمدیہ میں جو مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر آؤ کہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ آپ میں سے بہتوں کے ذہن میں مدرسہ احمدیہ کا نقشہ نہیں ہو گا۔ مدرسہ احمدیہ کے دو صحن تھے۔ ایک بڑا صحن تھا اس کے اردگرد رہائشی کمرے تھے۔ چند ایک کلاس روم بھی تھے لیکن زیادہ تر رہائشی کمرے تھے۔ ایک چھوٹا صحن تھا جس کے اردگرد چھوٹے کمرے تھے اور وہاں کلاسیں ہوا کرتی تھیں۔ جلسہ کے دنوں میں ان کمروں میں بھی مہمان ٹھہرا کرتے تھے۔ حضرت میر صاحب نے کہا کہ ان چھوٹے کمروں کا چکر لگا کر آؤ اور دیکھو کہ کسی مہمان کو تکلیف تو نہیں۔ کسی کو کوئی ضرورت تو نہیں۔ اس دن حضرت میر صاحبؓ نے

معاونین میں چائے تقسیم کروائی تھی

جلسہ کے دنوں میں ایک یا دو دفعہ رات کے دس بجے کے قریب چائے تقسیم کی جاتی تھی۔ اس چائے میں دودھ اور میٹھا سب کچھ ملا ہوا ہوتا تھا۔ اور نیم کشمیری اور نیم پنجابی قسم کی چائے ہوتی تھی۔ بہرحال اس دن وہ چائے تقسیم ہوئی تھی۔ میں وہاں جا کر کمروں میں پھر رہا تھا۔ دوستوں سے مل رہا تھا اور ان سے ان کے حالات دریافت کر رہا تھا ایک کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ میں اس میں داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا ہمارا ایک رضاکار جو چھوٹی عمر کا تھا آبخورے میں چائے لے کر باہر سے آیا۔ کمرے میں ایک مہمان کو بخار چڑھ گیا تھا اس نے یہ سمجھا کہ یہ رضاکار میرے لئے گرم چائے اور دوائی وغیرہ لے کر آیا ہے۔ مجھ سے چند سیکنڈ ہی قبل وہ دروازہ میں داخل ہوا تھا۔ اس مہمان نے غلط فہمی میں (کیونکہ ہمارے مہمان بھی بڑی عزت والے ہوتے ہیں۔ اس مہمان کو اسی شام بخار چڑھ گیا تھا اور بڑا تیز بخار تھا اس کو غلط فہمی ہو گئی تھی) اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور کہا تم میرے لئے گرم چائے لائے ہو تم بڑے اچھے اور "بیبے" بچے ہو۔ (اسی قسم کا کوئی فقرہ اس نے کہا) اب یہ اس

بچہ کے لئے انتہائی امتحان اور آزمائش کا وقت تھا

اگر اس بچے کے چہرہ پر ایسے آثار پیدا ہو جاتے جن سے معلوم ہوتا کہ یہ اس کے لئے چائے

نہیں لایا بلکہ اپنے لئے لایا ہے۔ تو اس مہمان نے کبھی چائے نہیں پی تھی۔ میں باہر کھڑا ہو گیا اور خیال کیا کہ اگر میں اندر گیا تو نظارہ بدل جائے گا۔ میں نے چاہا کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہے اس رضاکار نے نہایت بشاشت کے ساتھ اور اصل حقیقت کا ذرہ بھر اظہار کئے بغیر اس کو کہا ہاں تم پیا رہو میں تمہارے لئے ہی لے کر آیا ہوں اور اگر کوئی دوائی پینا چاہتے ہو تو لے آؤں۔ اب یہ خدمت ایسی تو نہیں کہ ہم کہیں کہ ہمالیہ کی چوٹی سر کی۔ لیکن کتنا پیار اور حسن تھا اس بچے کے اس فعل میں۔ اس نے اپنے نفس پر اتنا ضبط رکھا اس لئے کہ اس کی یہ خواہش اور یہ جذبہ تھا کہ میں نے مہمان کی خدمت کرنی ہے اگر یہ جذبہ نہ ہوتا تو اس کی ہلکی سی ہچکچاہٹ بھی اس مہمان کو شرمندہ کر دیتی اور اس نے کبھی چائے نہیں پی تھی۔ لیکن اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور کسی اظہار کے کہا ہاں میں آپ کے لئے ہی لے کر آیا ہوں۔

یہ نظارہ اس قسم کا حسین تھا کہ اس وقت بھی جب کہ میں آپ کو یہ بات سنا رہا ہوں وہ کمرہ، اس کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا، اس لڑکے کی شکل، وہ مہمان، وہ ... طرف وہ بیٹھے ہوئے تھے میرے سامنے ہیں۔ اس نظارہ کو میرے ذہن نے محفوظ رکھا ہے اور میں جب بھی اس واقعہ کے متعلق سوچتا ہوں بڑا حظ اٹھاتا ہوں

پس یہ جذبہ ہے خدمت کا جس کا مطالبہ خدا اور اس کا رسول اور اس رسول کے عظیم روحانی فرزند آپ سے کر رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے

مہمانوں کی خدمت کے لئے یہ جذبہ ہم میں ہونا چاہیئے

خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر تم باہر جاتے ہو۔ اگر تم مسافر ہوتے ہو تو میں تمہارے حقوق کی حفاظت کرتا ہوں کیا تم میرے ان مہمانوں کی خدمت نہیں کرو گے جو جلسہ کے موقع پر یہاں آ رہے ہیں۔ اگر ہم جلسہ سالانہ کے موقع پر آنے والے مہمانوں کی خدمت نہیں کرتے تو یہ بڑی ناشکری کی بات ہوگی۔ یہ انسانیت سے گری ہوئی بات ہوگی۔ یہ شرافت سے گری ہوئی بات ہوگی۔ یہ احمدیت کے مقام سے گری ہوئی بات ہوگی۔ یہ اسلام کے مقام سے گری ہوئی بات ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنا اور پھر ایسی بات کرنا بڑی ذلیل بات ہے۔ جو زبان خدا تعالیٰ کا نام لیتی ہے اس کو جو وقار اور عزت ہونی چاہیئے یہ اس سے گری ہوئی بات ہے۔

ہم نے بچپن کی عمر میں بھی یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہماری چند گھنٹے کی ڈیوٹیاں لگیں گی یعنی یہ کہا جائے گا کہ تم پانچ گھنٹے کام کرو۔ اور باقی وقت تم آزاد ہو۔ ہم صبح سویرے جاتے تھے اور رات کو دس گیارہ بجے گھر میں آتے تھے۔ وہ فضا ہی ایسی تھی اور سارا دن ہی خدمت کا یہ جذبہ تھا۔ کوئی بھی اس جذبہ سے خالی نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بعض دفعہ ماموں جان (حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضؓ) کہتے تھے کہ اب تم تھک گئے ہو گے۔ کھانے کا وقت بھی ہو گیا ہے اب تم جاؤ۔ لیکن ہمارا گھر جانے کا دل نہیں چاہتا تھا بس یہ ہوتا تھا کہ دفتر میں بیٹھے ہیں اور اپنی عمر کے لحاظ سے جو کام ملے وہ کر رہے ہیں۔

خدمت کا یہ جذبہ اس قدر تھا کہ آپ میں سے اکثر کو (بہتوں کو نہیں) یاد ہوگا کہ

ایک دفعہ جلسہ گاہ چھوٹی اور تنگ ہو گئی تھی

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ شدید ناراض ہوئے تھے۔ لوگ جلسہ گاہ میں سما نہیں سکتے تھے۔ قادیان میں جلسہ گاہ کے چاروں طرف گیلریاں بنی ہوتی تھیں۔ ان پر لوگ بیٹھتے تھے۔ اینٹوں کی سیڑھیاں بنا کر ان پر لکڑی کی شہتیریاں رکھی جاتی تھیں۔ بہرحال اس سال جلسہ گاہ چھوٹی ہو گئی تھی اور حضرت مصلح موعودؓ بہت ناراض ہوئے۔ تمام کارکن بڑے شرمندہ پریشان اور تکلیف میں تھے۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر ہم ہمت کریں تو اس جلسہ گاہ کو راتوں رات بڑھا سکتے ہیں۔ لیکن میری عمر بہت چھوٹی تھی اس لئے میں نے خیال کیا کہ میری اس رائے میں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ ہمارے ماموں سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ بھی دفتر میں کام کرتے تھے میں نے انہیں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم ہمت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم رات رات میں جلسہ گاہ کو بڑھا سکیں گے۔ آپ ماموں جان (حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ افسر جلسہ سالانہ) کے سامنے یہ تجویز پیش کریں۔ وہ کہنے لگے یہ خیال تمہیں آیا ہے اس لئے تم ہی یہ بات پیش کرو۔ مجھے یاد ہے کہ میری طبیعت میں یہ احساس تھا کہ چھوٹی عمر کی وجہ سے میری رائے کا وزن نہیں ہوگا۔ لیکن یہ کام کرنا ضرور چاہیئے۔ ماموں جان سید محمود اللہ شاہ صاحب کو خیال تھا کہ چونکہ یہ خیال مجھے نہیں آیا اس کو آیا ہے اس لئے اس کا کریڈٹ میں کیوں لوں۔ لیکن میں نے کہا میں نے یہ بات پیش نہیں کرنی۔ آپ ہی کریں اور ضرور کریں۔ میں نے کچھ لاڈ اور پیار سے ان کو منا لیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ تجویز پیش کی۔ حضرت ماموں جان (حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ) نے دوستوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ اور بالآخر یہ رائے پاس ہو گئی۔ اور سارا دن کام کرنے کے باوجود سینکڑوں رضاکاروں نے ساری رات کام کیا۔ ... سے شہتیریاں اٹھا کر جلسہ گاہ میں لے گئے۔ جو ہمارے کالج کی عمارت (جس میں پہلے ہائی سکول ہوتا تھا) کے پاس تھی۔ ایک طرف کی ساری سیڑھیاں جو اینٹوں کی بنی ہوئی تھیں توڑ دی گئیں اور دوسری سیڑھیاں بنائی گئیں۔ رضاکار مزدوروں کا کام کرتے رہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت جلسہ گاہ بڑی بنائی جا چکی تھی۔ بس آخری شہتیری رکھی جا رہی تھی تو ہمارے کانوں میں صبح کی اذان کی پہلی اللہ اکبر کی آواز آئی۔ (وہ آواز اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے) صبح کی اذان کے وقت وہ کام ختم ہوا۔ دوپہر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ جلسہ گاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سارے لوگ اس جلسہ گاہ میں سما گئے اور جتنی ضرورت تھی اس کے مطابق جلسہ گاہ بڑھ گئی

میں اس وقت یہ بتانا چاہتا ہوں

کہ جو تربیت ہمیں دی گئی تھی وہی تربیت سب احمدی نوجوانوں کو ملنی چاہیئے۔ یہ خیال ان میں پیدا نہ ہو کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہم نے پانچ یا سات گھنٹے ڈیوٹی دینی ہے، اور اس کے بعد ہم آزاد ہوں گے۔ ان کی اس رنگ میں تربیت ہونی چاہیئے۔ یہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ صبح سے لے کر رات کے دس بجے تک کام کریں گے۔ اور جب ڈیوٹی ختم ہو اور پھر کوئی اور کام پڑ جائے تو ہم ساری رات کام کریں گے۔ اور پھر اگلے دن بھی کام کریں گے۔ آرام نہیں کریں گے۔ دیکھو! جلسہ سالانہ کے دنوں میں چند پیسے لے کر جو نانبائی ہمارے تنوروں پر روٹی لگانے کے لئے آتے ہیں ان کی تعداد کم ہوتی ہے اور تنور زیادہ ہوتے ہیں اور زیادہ نانبائیوں کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ ہر جلسہ پر ... ایسے نانبائی آتے ہیں جو دونوں وقت روٹی لگاتے ہیں اور چونکہ اور نانبائی نہیں ہوتے اس لئے ہم (ہم سے مراد جماعت کا نظام یعنی افسر جلسہ سالانہ اور ان کا ماتحت عملہ ہے) بعض دفعہ ان کو جاگنے کی دوائیں دیتے ہیں اور عام طور پر ایک اچھا نانبائی آپ کے لئے روٹی پکانے کے لئے ایک ہزار دفعہ آگ میں سر دیتا ہے۔ اور ان ... بعض چار پانچ روپیہ کی خاطر جو مزید انہیں مل سکتے ہیں ایک ہزار دفعہ کی بجائے دو ہزار دفعہ اس آگ میں سر دیتا ہے۔ تب وہ آپ کے لئے روٹی پکاتا ہے۔ پھر اگر تم اپنے خدا کی جنت میں دو ہزار دفعہ سر دینے کے لئے تیار نہیں۔ اگر تم احمدیت کے لئے تیار نہیں تو بڑی بدقسمتی ہے۔

میں اس وقت خصوصاً نوجوانوں اور ایسی چھوٹی عمر کے بچوں کو جن کی عمر بالکل چھوٹے بچوں اور نوجوانوں کے درمیان ہے یعنی اطفال الاحمدیہ۔ مخاطب ہو رہا ہوں اور افسروں کو بھی جو کام لینے والے ہیں اور منتظمین ہیں کہتا ہوں کہ

تمہارا یہ فرض ہے

کہ انہیں صحیح تربیت دو کیونکہ اس قسم کی تربیت کے بغیر وہ ان ذمہ داریوں کو نباہ نہیں سکیں گے جو ایک وقت میں ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان سے یہ سلوک ہی یہ رکھا ہے کہ اسے ایک تھوڑی سی عمر دی ہے انسان ... پچاس سال ساٹھ سال یا ستر سال زندہ رہتا ہے اور جنہیں زیادہ عمر دی جاتی ہے وہ سو سال تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری نسل آتی ہے۔ اس نے پہلوں کی جگہ لینی ہوتی ہے۔ یہ نسل پہلوں سے زیادہ مضبوط ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ترقی کرنے والی قوموں کی ذمہ داریاں دن بدن بڑھتی رہتی ہیں۔ پھر دوسری نسل کے کندھوں پر جس قدر بوجھ پڑے گا تیسری نسل کے کندھوں پر اس سے زیادہ بوجھ پڑے گا کیونکہ اس وقت کام زیادہ ہو گئے ہوں گے۔ مثلاً احمدیت کی شاخیں ... اگر چالیس پچاس ملکوں میں احمدیت پھیلی ہوئی ہے اور ان کے کام ہمیں کرنے پڑتے ہیں لیکن جب اگلی نسل آئے گی تو اس وقت ساٹھ ستر ملکوں میں احمدیت پھیل چکی ہوگی۔ پہلے اگر تیس چالیس لاکھ آدمی تھے تو دوسری نسل کے وقت ستر اسی لاکھ یا ایک کروڑ آدمی ہوں گے۔ اس سے اگلی نسل کے وقت دس کروڑ سے زائد احمدی ہوں گے اور ان کا کام زیادہ ترمرکز میں رہنے والوں کو کرنا ... ان پر ہی زیادہ بوجھ پڑے گا۔ اگر ان بچوں کو جن کے کندھوں پر اللہ تعالیٰ ...

پنی نسل سے زیادہ بوجھ ہوگا ہم تربیت نہیں کریں گے تو وہ یہ بوجھ کیسے اٹھائیں گے۔ ساٹھ آٹھ دن لگاتار کام کرنا ایسی بات نہیں جو ہو نہ سکے۔ بڑی عمر کے لوگ (گو دوسرے لوگ تربیت کے نتیجہ میں اٹھا سکتے ہیں) یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ عمر کے لحاظ سے ان بوجھوں کی تقسیم بدل جاتی ہے۔ مثلاً ایک نوجوان ہے وہ وزن زیادہ اٹھائے گا لیکن جو ستر سال کا بوڑھا ہے اور اس کی کمر خم ہے وہ وزن زیادہ نہیں اٹھا سکے گا۔ ہاں اگر کوئی اور کام اس کے مناسب حال ہو تو وہ کرلے گا۔ مثلاً شاید وہ وقت زیادہ خرچ کر دے۔ اپنی نیند کا وقت کم کر دے

زیادہ عرصہ نہیں گزرا

۱۹۴۷ء کی بات ہے

اس وقت جسم میں زیادہ طاقت تھی میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اُس سال ایک دو ماہ متواتر نہیں سویا۔ سارے علاقہ میں آگ لگی ہوئی تھی احمدی اور دوسرے تمام مسلمان مصیبت میں مبتلا تھے۔ مجھے تو بعینہٖ یہ بات یاد نہیں آئی لیکن اس وقت کسی کو بھی یہ یاد نہیں تھا کہ وہ کون سے فرقہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ سارے مسلمان تھے .... ان دنوں ایک دو ماہ متواتر میں اس معنی میں نہ سویا کہ میں چوبیس گھنٹے دفتر ہی میں رہتا تھا۔ اگر ایک بجے رات کو سوتا تھا تو ڈیڑھ بجے میرے ساتھی مجھے جگا دیتے تھے اور کہتے تھے فلاں کام پڑ گیا ہے۔ فلاں جگہ سے یہ خبر آئی ہے۔ اس طرح بعض دفعہ پندرہ منٹ یا آدھا آدھا گھنٹہ کر کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی نیند لیتا تھا ایک مہینہ لگاتار میں نے اس مشقت کو برداشت کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تربیت ہی ایسی ہوئی تھی اور پھر خالی میری ہی مثال نہیں تھی بلکہ سب کا یہی حال تھا بلکہ ممکن ہے کہ بعض ایسے ساتھی بھی ہوں جو مجھ سے بھی کم نیند لیتے ہوں کیونکہ وہ میرا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اور میں کئی دفعہ اس کے متعلق سوچ کر شرمندہ بھی ہوتا تھا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ پانچ گھنٹہ کی ہماری ڈیوٹی لگا دو۔ اس کے بعد آزاد ہوں گے۔ یہ ذہنیت قابلِ برداشت نہیں ہمارے رضاکار چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر رہیں۔ ہاں جو جائز ضرورتیں ہیں وہ پوری ہونی چاہئیں۔ مثلاً انسان نے غسلخانہ بھی جانا ہے اس نے روٹی بھی کھانی ہے۔ اگر ایک نوجوان خدمت کے جذبہ اور شوق کے ساتھ گھر سے آیا ہے اور گھر میں اسے ایک گھنٹہ کا کام ہے تو اس کو ایک گھنٹہ کی اجازت ملنی چاہیئے گھر جا کر بھی تو اس نے مہمانوں کا کام ہی کرنا ہے لیکن ڈیوٹیاں وغیرہ جو لگائی جاتی ہیں یہ سرے سے ختم ہونی چاہئیں۔ پتہ نہیں یہ برائی ہمارے اندر کب سے پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے آقا کے ان مہمانوں کے حقوق اگر ادا کرنے ہوں تو ہمارے رضاکاروں کو چاہیئے کہ وہ بروقت حاضر ہوں اور سارا وقت حاضر رہیں

تربیت کے سلسلہ میں

مجھے ایک اور واقعہ یاد آگیا

وہ بھی میں بیان کر دیتا ہوں۔ ہمارے ماموں جان (حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ) جو بڑا لمبا عرصہ افسر جلسہ سالانہ رہے بڑی دھیمی طبیعت کے اور بڑے نرم دل تھے۔ میں مدرسہ احمدیہ میں پڑھتا رہا ہوں۔ میں نے ان کو شاذ ہی غصّہ میں دیکھا لیکن ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک مہمان ان کے پاس آیا اور اس نے شکایت کی کہ میں آج ہی یہاں پہنچا ہوں۔ جب میں اپنے رہائش کے کمرہ میں پہنچا تو وہاں تالا لگا ہوا تھا اور کوئی رضاکار وہاں موجود نہیں تھا۔ یہ غالباً جلسہ کے ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ یعنی ۲۳ یا ۲۴ دسمبر کی بات ہے جب مہمان آنے شروع ہوتے ہیں۔ حضرت ماموں صاحب کو شاید غصّہ آیا اور انہوں نے اس رضاکار کو بلایا جو اس کمرہ پر مقرر تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے اور میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب وہ آیا تو حضرت میر صاحبؓ نے اس سے کوئی بات نہیں پوچھی بلکہ آگے بڑھ کر اسے ایک چپت لگائی۔ وہ لڑکا خاصی بڑی عمر کا تھا یعنی اپنی کلاس ... جو لڑکے بڑی عمر کے ہوتے ہیں وہ ایف۔ اے۔ میں سے ایک تھا۔ دیکھنے میں جوان لگتا تھا۔ حضرت میر صاحب نے چپت لگانے کے بعد اس سے پوچھا کہ تم ڈیوٹی سے غیر حاضر کیوں ہوئے۔ تم نے غیر حاضری کی وجہ سے مہمان کو اس وقت تکلیف پہنچائی ہے جب تمہیں اسے خوش آمدید کہنا چاہیئے تھا۔ مہمان آیا ہے اور پریشان ہوا ہے

یہ صحیح بات ہے کہ پہلے دن اتنا کام نہیں ہوتا لیکن

سب سے مشکل اور ضروری کام یہی ہے

کہ آدمی کو کام نہ ہو اور پھر بھی وہ حاضر رہے۔ یہ کام بہت ضروری ہے لیکن مشکل بھی ہے۔ یہ مشکلات آپ نے ہی حل کرنی ہیں۔ آپ کے سوا انہیں کون حل کرے گا۔ کام ہو یا نہ ہو آپ کو ڈیوٹی پر حاضر رہنا چاہیئے۔ آپ کو وقت پر حاضر ہونا چاہیئے اور پھر حاضر رہنا چاہیئے۔

پھر مہمان باہر سے آتا ہے رستہ میں اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ آخر سفر سفر ہی تو ہے سفر کی وجہ سے مہمان کی طبیعت میں بسا اوقات چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے (یہ ایک طبعی چیز ہے) اور وہ بعض دفعہ غصّہ کا اظہار بھی کرتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس نے غلط طور پر غصّہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن آپ کا یہ کام نہیں کہ اس کے غصّہ کے مقابلہ میں آپ غصّہ کا اظہار کریں بلکہ آپ کا کام یہ ہے کہ مہمان سے اخلاق اور تواضع سے پیش آئیں اور اس کی عزت کریں اور تکریم کریں۔ اس کی سختی کو برداشت کریں۔ یعنی اگر کوئی مہمان اپنے سفر کی کوفت کی وجہ سے آپ پر سختی کرے تو اس سختی کو برداشت کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس کا حق ہے اور یہ حق اس کو ملنا چاہیئے۔ تمہارا کیا جاتا ہے

پھر یہ بھی ہے کہ

بروقت کھانا لائیں

اور انہیں کھلانے کا انتظام کریں۔ بعض دفعہ بعض رضاکار اپنی بے پروائی کے نتیجہ میں جلسہ گاہ سے واپس آتے ہوئے باتیں شروع کر دیتے ہیں اور ڈیوٹی کی جگہ پر دیر سے پہنچتے ہیں اور مہمانوں کو کھانے کے لئے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر بعض دفعہ رضاکار کھانا کمرہ میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں یہ درست طریق نہیں اس سے مہمان کو تکلیف ہوتی ہے۔ مہمان کو کھانا پوری عزت اور اکرام کے ساتھ ملنا چاہیئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان کا حق ہے۔

پھر مہمان کی ہر جائز ضرورت پوری ہونی چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ شرم کی وجہ سے اور بعض دفعہ تربیت کی کمی کی وجہ سے مہمانوں کی جائز ضرورتوں کو رضاکار منتظمین تک نہیں پہنچاتے۔ بعض دفعہ رضاکار سمجھتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ ہم گئے تو اس دوائی یا دودھ یا کسی اور ضرورت کا انتظام بھی ہو گا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مہمان کی ہر جائز ضرورت کا انتظام کرے گا۔ انشاء اللہ۔ آپ وہ ضرورت ان منتظمین تک پہنچا دیں جن کا اس سے تعلق ہے۔ اگر وہ اسے جائز سمجھیں گے تو وہ اسے پوری کر دیں گے لیکن یہ فیصلہ کرنا کہ مہمان کی ضرورت جائز ہے یا نہیں آپ کا کام نہیں۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ اس ضرورت کو ذمہ دار منتظمین تک پہنچا دیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مہمان نوازی کو اتنی اہمیت دی ہے

کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر حضرت عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ حج کے ایک ضروری رکن کو چھوڑ دیں اور ان کا حج بھی پورا ہو جائے۔ کیونکہ اجازت کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ اور وجہ یہ بتائی کہ میں نے مکہ میں جا کر حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام کرنا ہے کیونکہ یہ کام میرے سپرد ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ اب دیکھو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کی خاطر حج کے ایک اہم رکن کو چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ یہ اجازت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے نہیں دی تھی۔ آپؐ کا یہ حق نہیں تھا کہ آپؐ خدا کی مرضی کے بغیر کسی کو ایسی اجازت دیں اس لئے جب ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی اجازت دی تو اس سے ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ آپ حضرت عباسؓ کو یہ رکن چھوڑنے کی اجازت دے دیں کہ مہمانوں کو پانی پلانے کا انتظام کرنے کے لئے مکہ چلے جائیں

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ آپؐ بڑے پیار سے اپنے مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور پھر خدمت خود کرتے تھے۔ یہ کام کسی اور کے سپرد نہیں کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ جب آپؐ دیکھتے کہ مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں جو ان سارے مہمانوں کو سنبھال لے تو آپؐ خود انہیں ساتھ لے جاتے۔ اور فرماتے ان کو میں سنبھال لیتا ہوں۔ وہ غربت کا زمانہ تھا جگہیں بھی تنگ تھیں۔ مثلاً ایک دفعہ دس کے قریب مہمان تھے آپؐ نے فرمایا تم میرے ساتھ چلو۔ آپؐ کی سادہ زندگی تھی ہماری بھی سادہ زندگی ہونی چاہیئے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے کہا ہے اسراف نہ کرنا۔ جو تمہیں میسر آئے وہ پیش کر دو۔ جس حد تک تم خدمت کر سکو کرو۔ تمہیں ثواب مل جائے گا اور اس کو بھی آرام مل جائے گا۔ مثلاً پیار سے بات کرنا۔ بشاشت سے بات کرنا۔ خوش اخلاقی سے بات کرنا اس پر تو کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ پھر جس طرح بعض صحابہ کے متعلق

آتا ہے کہ

وہ خود بھوکے رہے اور مہمانوں کو کھانا کھلایا

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ بعض اوقات سارا گھر بھوکا رہتا تھا اور مہمانوں کو کھانا کھلا دیتے تھے۔ پھر خدمت اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ کسی اور کے سپرد کر دیں۔ وہ فدائی صحابہؓ جو آپؐ پر اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے کیا وہ گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے لئے آکر آپؐ کے مہمانوں کی خدمت نہیں کر سکتے تھے؟ وہ ضرور ایسا کر سکتے تھے بلکہ وہ تو سمجھتے کہ اس سے بڑھ کر ہماری کیا عزت افزائی ہوگی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم آکر میرے مہمانوں کی خدمت کرو۔ لیکن آپؐ کا طریق یہ تھا کہ آپؐ مہمانوں کی خدمت خود کرتے اس کو کسی اور کے سپرد نہ کرتے۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ آپ سادہ اور بے تکلف طریق پر مہمان کی خدمت کرتے تھے۔ یہاں بھی سادہ اور بے تکلف طریق پر مہمان کی خدمت ہونی چاہیئے اور اس خیال سے اور اس نیت سے ہونی چاہیئے کہ وہ ہمارے مہمان نہیں ہمارے آقا کے مہمان ہیں۔ اور ان کے حقوق ان حقوق سے بہرحال زائد ہیں جو ایک عام مہمان کے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن کریم میں بیان کیا ہے یا نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ہدایت دی ہے۔ غرض اس جذبۂ خدمت کے ماتحت ایک احمدی کو رضاکار کی حیثیت سے ان مہمانوں کی خدمت کرنی چاہیئے۔ تاکہ ایک طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور اس مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا ہو جائے کہ اس نے فرمایا ہے دیکھو میں نے تمہارے حق کو قائم کر دیا ہے بلکہ حق سے زائد احسان کی تمہارے بھائیوں کو تعلیم دی ہے۔ میں نے ان سے تمہارے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے کہا ہے۔ میں نے لوگوں کے اموال میں تمہارا حق رکھ دیا ہے۔ تاکہ تمہیں یہ احساس نہ ہو کہ کوئی ہم پر احسان کر رہا ہے۔ میں نے ان سے تو کہا کہ وہ تم پر احسان کریں یعنی جو تمہارا حق ہے اس سے بھی زائد دیں۔ اور تمہارے لئے اس خدمت کو حق کہہ دیا تاکہ تمہاری عزتِ نفس محفوظ رہے گو جب کوئی مہمان کسی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کی خدمت کرتا ہے تو

یہ خدمت اس مہمان کا حق ہے

جو وہ وصول کر رہا ہے۔ وہ اس سے خیرات نہیں مانگ رہا یعنی مال خرچ کرنے والے کے مال کا جو حصہ مہمان پر خرچ ہو رہا ہے وہ خرچ کرنے والے کا حق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے وہ مہمان کا حق ہے اور مہمان کا حق اس کو دے دو اور اتنے سامان کرنے کے بعد بھی فرمایا کہ دیکھو پھر بھی تمہیں اپنے گھر جیسا آرام نہیں ملے گا۔ اس لئے تم سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ بڑا ہی پیار کا سلوک ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم سے کیا ہے۔ پیار کے اس سلوک پر شکر واجب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے جو مہمان مرکز میں آئیں اور تمہیں ان کی خدمت کی توفیق ملے۔ تم ان کی خدمت کا اس طرح خیال رکھنا جس طرح میں نے تمہارا خیال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا

میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں

اور وہ یہ ہے کہ جس طرح رمضان کے آخری جمعہ جس کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے اس کے ساتھ بہت سی بدعات لگ گئی ہیں۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ درس القرآن کی جو آخری دعا ہے وہ بھی ایک بدعت نہ بن جائے۔ لہٰذا اس سال اس رنگ کی دعا نہیں ہوگی۔ بلکہ جب درس ختم ہوگا تو اس وقت دو منٹ کی دعا کر دیں۔ دعا کے بغیر تو ہماری زندگی ہی نہیں۔ اس لئے میرا یہ مطلب نہیں کہ ہم دعا کے بغیر بھی ایک سانس لے سکتے ہیں ہماری تو زندگی ہی دعا پر منحصر ہے لیکن دعا پر زندگی کا یہ انحصار تقاضا کرتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو بدعت کا رنگ نہ دے دیں اور اس سے بچتے رہیں۔ اس سال یہ بات نہیں ہوگی۔ لیکن ایک اور رنگ میں میں دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ اسلام نے اجتماعی دعا کا بھی حکم دیا ہے اور انفرادی دعا کا بھی حکم دیا ہے اس لئے آج عصر و مغرب کے درمیان یعنی روزہ کھولنے تک وقت جس حد تک ممکن ہو سکے انفرادی دعاؤں میں لگے رہیں۔ اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے لئے اپنی رحمت کے سامان پیدا کرے اور زندگی اور لقاء کے چشمہ سے جو دوری ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو تعلق وہ اللہ تعالیٰ سے پیدا کر سکتے ہیں وہ پیدا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس دوری کو قرب میں تبدیل کرنے کے سامان پیدا کر دے اور انسان اپنے خالق اور اپنے رب کو پہچاننے لگے اور وہ روحانی اور جسمانی خزائن جو اسلام کے ذریعہ انسانیت کو ملے ہیں ان روحانی اور جسمانی خزائن سے انسان فائدہ اٹھانے لگے۔ اور ان کی قدر کو پہچاننے لگے۔ اور جماعت کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی پناہ میں ان کو رکھے اور خود ان کی سپر ہو جائے۔ اور دشمن کا ہر وار اپنی قدرت پر سہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم تو نہیں۔ اس نے "تو کون" ہی کہنا ہے۔ بس وہ اپنی قدرت کی ڈھال پر مخالف کا ہر وار سہے اور ہر وار ناکام کرے اور جو وعدے اس نے ہم سے کئے ہیں کہ اگر ہم کوشش کریں تو اس کی محبت کو زیادہ سے زیادہ پاتے چلے جائیں گے اس کوشش کی وہ توفیق دے۔ اور اپنے فضل سے اس کو قبول کرے اور اپنی محبت اور رضا ہمیں دے اور ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کرے کہ جو خدا کی محبت اور اس کے پیار کا مقام ہے۔ جب ساری لذتیں اور سارے سرور اور سارے مزے اور سارے عیش اور سارے آرام اور ساری سہولتیں خدا ہی میں انسان کو نظر آتی ہیں اور اس کو چھوڑ کر ہر چیز اس کے لئے دکھ کا موجب اور تکلیف کا باعث بن جاتی ہے پس ہر احمدی جس تک میری آواز پہنچے ہر مرد اور عورت۔ ہر بڑا اور بچہ آج عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت جس حد تک ممکن ہو سکے تنہائی میں گزار دے اور دعاؤں میں مشغول رہے

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح دعا کی توفیق دے

اور پھر اسے قبول کرے اور خدا کرے کہ برکات کے وہ چشمے جو رمضان میں ہم پر کھلتے ہیں ان کا زمانہ بڑھتا ہی چلا جائے اور زیادہ سے زیادہ اس کی رحمتیں ہمیں ملتی رہیں۔

(الفضل ۱۴ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش)

ناصرات کیلئے ایک خصوصی تحریک ــــــ وقفِ جدید

از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

احمدی بچوں اور بچیوں کی کتنی خوش قسمتی ہے کہ ایک خاص تحریک "وقفِ جدید" میں حصہ لینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز دی ہے تا بچپن سے سلسلہ کی خاطر قربانیوں میں حصہ لینے کی عادت پڑ جائے اور بڑے ہو کر آپ سلسلہ کا بوجھ اٹھا سکیں۔ لیکن اس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ سولہ سال سے کم عمر کے لڑکے اور لڑکیاں خدمتِ اسلام کے لئے آٹھ آنے ماہوار ادا کریں یا چھ روپے سالانہ۔ جنوری میں وقفِ جدید کا مالی سال شروع ہوتا ہے اور دفتر کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ لجنات و ناصرات کے وعدوں کی رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ اس لئے میں تمام لجنات کو توجہ دلاتی ہوں کہ وہ اس بات کا مکمل جائزہ لیں کہ ان کے شہر، قصبہ یا حلقہ کی تمام ناصرات اس تحریک میں شامل ہیں یا نہیں۔ یہ یاد رہے کہ اگر ایک بچی آٹھ آنے ماہوار نہیں دے سکتی تو دو یا تین بچیاں جو سولہ سال سے کم عمر کی ہوں مل کر چھ روپے سالانہ ادا کریں۔ ہماری بہنوں کو یہ امر ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ حقیقی قربانی وہی ہے جو امام وقت کی اطاعت میں کی جائے۔ آپ کتنے ہی کام کریں اور سکیمیں بنائیں اور ان پر عمل کریں لیکن اگر اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی پوری اطاعت نہ کریں اور آپ کی آواز پر لبیک نہ کہیں تو آپ کا کام اللہ تعالیٰ کی نظروں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ کی پوری کوششیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ سکیموں کو کامیاب بنانے کے اور بچیوں میں آپ کی اطاعت کا اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور بچیوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے قربانیاں کریں۔

اپنی ماہانہ رپورٹوں میں بھی وقفِ جدید کے لئے اپنی مساعی کا ذکر کریں اور کوشش کریں کہ کوئی ایک بچی بھی ایسی نہ رہ جائے جو وقفِ جدید کی تحریک میں شامل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کا حافظ و ناصر رہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مشرق بعید کا تبلیغی جائزہ

بقیہ صفحہ اوّل

کنفیوشزم تو پیداوار ہی چین کی تھی. لیکن بدھ مت کی ابتدا ہندوستان میں ہوئی (اس بارہ میں کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے. بعض چینی یہ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ دراصل نیپال میں ہی پیدا ہوئے اور نیپال میں ہی ان کی وفات ہوئی. بہرحال یہ مسئلہ قابلِ تحقیق معلوم ہوتا ہے) اور آہستہ آہستہ چین پہنچ گیا. یہ دونوں مذہب چین سے ہی جاپان پہنچے. ۵۵۲ عیسوی میں بدھ ازم نے جاپان پہنچتے ہی وہاں کے فنونِ لطیفہ سائینس، علم اور فلسفہ پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ ایک ہی صدی کے اندر اندر تقریباً سارا جاپان بدھ ازم کا پیرو ہوگیا. اور عین ممکن تھا کہ شنٹو ازم کا خاتمہ ہوجاتا لیکن چونکہ "شنٹو ازم" اپنے ملک کے سربراہ کی تعظیم اور وفاداری کی پرزور دعوت دیتا تھا اس لئے حکومت نے شنٹو ازم کو حفاظت دی اور بچائے رکھا. یوں بھی شنٹو ازم کوئی منظم مذہب تو تھا ہی نہیں. اس لئے بدھ ازم کے دوش بدوش بھی زندہ رہ سکتا تھا اور اسی طرح وہ زندہ رہا

کنفیوشزم نے آغاز میں سب سے زیادہ اثر ان لوگوں پر ڈالا جو بلاواسطہ جنگ سے تعلق رکھتے تھے. دراصل جاپان اوائل ایام ہی سے ایک جنگی ملک تھا کبھی اپنے ہمسایوں سے جنگ کرتے اور کبھی خود ہی خانہ جنگی کا شکار ہوجاتے. وہ لوگ جو جنگ میں مصروف رہتے تھے وہ صرف سپاہی نہ تھے بلکہ عالم بھی تھے. اور جب انہوں نے دیکھا کہ کنفیوشس ایک شریف الطبع انسان تھا تو انہوں نے اس کی تعلیم کو اپنانا شروع کردیا اور اس کی روشنی میں بعض قوانینِ اخلاق مقرر کرلیے جن کا نام بوشیڈو Bushido رکھا گیا. اگرچہ یہ قوانین تو بہت سے تھے لیکن ان میں سے دس قوانین خاص اہمیت کے حامل تھے. لیکن جب یہ مسخ ہونے شروع ہوئے تو ۱۹۶۸ء میں حکومتِ وقت نے تمام ایسے لوگوں کو جو بوشیڈو کے پیرو تھے ذمہ وار جگہوں سے علیحدہ کردیا لیکن باوجود اس کے اب تک ان قوانین کا اثر جاپانی قوم کی زندگی میں کسی نہ کسی رنگ میں نظر آتا ہے جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں جاپانی بدھ مذہب اختیار کرچکے تھے لیکن شنٹو ازم بھی دوش بدوش چل رہا تھا. چودھویں صدی میں خانہ جنگی و سیاسی انقلاب کے باعث بعض وطن پرستوں نے اپنے قومی مذہب یعنی شنٹو ازم کو دوبارہ مقبول بنانے کی کوششیں شروع کردیں. لیکن اخلاقی انحطاط کے باعث یہ کوششیں بہت زیادہ کامیاب نہ ہوسکیں. ایک طرف جاگیرداری کا نظام اپنے آپ کو قائم رکھنے کی کوشش کررہا تھا. اور دوسری طرف مذہب کے نام پر سر پھٹول جاری تھی یہ کشمکش تقریباً دو سال تک جاری رہی. یہی وہ وقت ہے جب عیسائیت نے پہلے پہل جاپان میں قدم رکھا اگرچہ جلدی ہی بعد حکومت نے عیسائیوں کو مزید کشمکش پیدا کرنے سے روکنے کے لئے بیرونی ممالک کے پادریوں کو ملک بدر کردیا

بدھ ازم اور کنفیوشزم کے اثر کے تحت شنٹو ازم میں بھی ایسی تبدیلیاں پیدا ہوگئیں کہ یہ بھی ایک مذہب کی صورت اختیار کرگیا. اس کے پیروؤں نے مندر بھی بنالیے اور ان کے سنتری بھی عبادت گاہوں میں فرائض سرانجام دینے لگے. بلکہ فرقہ وارانہ روح بھی پیدا ہوگئی جس کے نتیجہ میں شنٹو ازم دو اقسام میں منقسم ہوگیا. ایک قسم کا نام فرقہ وارانہ "شنٹو" رکھا گیا اور دوسرے کا "جن شاہ شنٹو" ۱۹۴۵ تک جن شاہ شنٹو کو حکومت کا مذہب بھی سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس کے مندروں کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرتی تھی. ۱۹۴۹ء میں جن شاہ کے ۸۷۸۰۲ مندر تھے اور ۱۴۸۷۰ منتری. فرقہ وارانہ شنٹو ازم کے تقریباً ۱۶ فرقے ہیں.

جاپانیوں کا موجودہ مذہب

جاپان کے پرانے اور اصلی مذہب یا فلسفہ یعنی شنٹو ازم پہ بدھ ازم اور کنفیوشزم کا اثر تو چھٹی صدی عیسوی ہی سے چلا آرہا ہے. لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ دونوں مذاہب نہ تو شنٹو ازم پر غالب آسکے اور نہ ہی اس سے مغلوب ہوئے. بلکہ ان تینوں کے امتزاج سے جاپانیوں نے کسی نہ کسی رنگ میں ترقی کی راہ پر قدم مارا ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اکثر جاپانی ان تینوں مذاہب کے پیرو ہیں یعنی بدھ مت کے پیرو بھی ہیں. کنفیوشزم کے پیرو بھی اور شنٹو ازم کے بھی. بیک وقت ان تینوں مذاہب کو ماننا ایک عجیب سی بات لگتی ہے لیکن یہ واقعہ ہے اور اس کی وجوہات بھی واضح ہیں. سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ شنٹو ازم صحیح معنوں میں کوئی مذہب تھا ہی نہیں. بلکہ مناظرِ قدرت اور آباؤاجداد کی روحوں کی عبادت کی غیر منظم سی کوشش تھی. نہ اخلاقیات کی کوئی تعلیم تھی اور نہ کوئی ضابطۂ حیات

مناظرِ قدرت کی پرستش کی ایک مثال یہ ہے کہ جاپانی پھولوں کو بے جان نہیں، بلکہ جان دار سمجھتے ہیں اور ان میں روح کا وجود بھی تسلیم کرتے ہیں. اس تعلق میں جاپانیوں کا کہنا ہے کہ ٹامس مور کے وہ شعر جن میں وہ کہتا ہے کہ "ہماری چٹانیں ناہموار ہیں مگر ان پر مسکراتا ہوا بول کا ایک پیڑ اپنے زرد گیسو لہراتا ہے. یکہ و تنہا یہ پیڑ بے حد خوشنما ہے. اگرچہ اس پر ویرانہ میں پھول کھلے ہیں. تب بھی یہ بہت پیارا لگتا ہے" لیکن ہم جاپانی پھولوں کو ویرانہ میں چھوڑ دینا پسند نہیں کرتے اور ان سے ہمارا لگاؤ اتنا شدید ہے کہ کسی کے باغیچہ سے بلا اجازت پھول توڑنا ہمارے ہاں معیوب نہیں سمجھا جاتا. گو ایسی عادت کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی. "اکیبانا" جس کا لفظی ترجمہ "زندہ پھول" ہے جاپانیوں کی جمالیاتی حس کا ایک مخصوص مظہر تسلیم کیا جاتا ہے. سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جاندار پھولوں کا توڑنا ظلم نہیں ؟

نہیں یہ ظلم نہیں ہے. کیونکہ یہ فن جاپانی قوم کی ثقافت، ان کے مذہبی عقاید، اور طبعی تصورات کی فلاسفی کا ایک نشان ہے اس فن کے تحت پھولوں کی ترتیب کے جو خاکے بنائے جاتے ہیں وہ مظاہرِ قدرت اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں. دراصل "اکیبانا" محض پھولوں کی سطحی ترتیب کا ہی نام ہے بلکہ اس کے حقیقی معنی بہت گہرے ہیں. "اکیبانا" (Ikebana) زندگی اور موت جیسے اہم ترین سوالات سے براہِ راست متعلق ہے اور اپنے تمثیلی معنی کے لحاظ سے کوہ فجی. گیشا اور شیمورا سے کہیں زیادہ پُرمطلب اکیبانا تو تمثیلی لحاظ سے فطرت بلکہ ساری کائنات کی ترجمانی پھولوں کی ایک ہی ترتیب میں پیش کردیتا ہے. پانچویں صدی میں جاپان میں پھولوں سے گھروں کو آراستہ کرنے کا رواج عام تھا اور قربان گاہوں اور بدھ کی مورتیوں پر بھی پھول چڑھائے جاتے تھے بلکہ بدھ کے زمانہ سے بھی پہلے جاپانی قدرتی مناظر کی پوجا کرتے تھے. اور پہاڑوں، درختوں اور پھولوں میں زندگی کے قائل تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ پھولوں وغیرہ کی بھی اپنی زبان ہے جسے انسان ان سے اپنے گہرے اور قلبی تعلق کے ذریعہ سمجھ سکتا ہے.

جاپان میں پھولوں کو ترتیب دینے کے دو بڑے طریق ہیں جن میں سے ایک کو اکیکا کہتے ہیں اور اس طریق کی ایک ترقی یافتہ شکل تن چی جن (Tin Chi Jin) کہلاتی ہے جس کے معنی ہیں "آسمان سے زمین تک کا طریقہ". اس ترتیب میں تین بنیادی اصولوں کو مدِنظر رکھنا ضروری ہے. جو بدھ مت کے فلسفہ پر مبنی ہے. یہ فلسفہ تمام اشیاء کے منبع کے طور پر نشان کے ہے. اور آسمان، زمین نیز انسان کی نمائندگی کرتا ہے. دوسرے فلسفہ میں آسمان اہم ترین اور بنیادی اصول ہے. زمین کو ثانوی حیثیت حاصل ہے اور انسان گویا دونوں میں مطابقت اور موافقت پیدا کرنے والا اصول ہے.

(باقی)

ترسیلِ زر

اور جملہ انتظامی امور کے بارہ میں آپ براہِ راست مینیجر بدر سے خط و کتابت فرمائیں.

مینیجر بدر

"میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی"

تحریک جدید کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

حضورؓ نے فرمایا :-

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہ تھی. اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی. پس بغیر اس کے کہ کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ تحریک جدید خدا نے جاری کی. میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی. میں بالکل خالی الذہن تھا. بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی. اور میں نے جماعت کے سامنے پیش کردیا. پس یہ میری تحریک نہیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے."

پھر فرمایا :-

"ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا. وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا."

جن جماعتوں نے ابھی وعدے نہیں بھجوائے جلد ارسال فرمادیں

وکیل المال تحریک جدید قادیان

قادیان دارالامان میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد

علماءِ سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی اے قادیان

قادیان دارالامان۔ ۲۰ تبلیغ۔ آج صبح ساڑھے نو بجے مسجد اقصٰے میں زیرِ انتظام لوکل انجمن احمدیہ قادیان حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کی صدارت میں جلسہ یومِ مصلح موعود منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوئی جو عزیزم نوراں اسلام متعلم مدرسہ احمدیہ نے کی۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر مانک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظم

"ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو"

خوش الحانی سے سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل نے

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ اس پیشگوئی کی وضاحت نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی فرمائی تھی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سال قبل سے اس کی منادی صحفِ سابقہ میں اسی طرح چلی آتی ہے کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر پایا جاتا ہے وہاں اسی کے ساتھ ہی حضور علیہ السلام کے ایک عظیم الشان بیٹے کا ذکر بھی موجود ہے چنانچہ یہود کی کتاب طالمود میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دیتے ہوئے "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" کی پیشگوئی فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص اولاد کا ذکر فرمایا تھا۔ مقرر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے شاہ نعمت اللہ ولی اللہ اور نوریا بخشی کی بیان کردہ پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا۔ جن میں مسیح موعود اور اس کے عظیم الشان بیٹے محمود کا ذکر آتا ہے۔ اور آخر میں تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے پسرِ موعود اور اس کے کارناموں کو بیان فرمایا

اس کے بعد مکرم خورشید احمد صاحب انور نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔ پھر مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر نے پیشگوئی کے الفاظ

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی کی ہر ساعت میں ہی خدا کا سایہ اس کے سر پر نظر آتا ہے۔ حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ بچپن سے ہی مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا رہتے تھے۔ مگر خدا کے سایہ کے نیچے آپ جلد جلد پروان چڑھے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں منکرینِ غیر مبائعین کی مختلف قسم کی تعلیوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کامیابی تفصیل سے بیان کی۔ علاوہ ازیں بعد میں مختلف قسم کے فتنوں مثلاً فتنۂ مستریاں، فتنۂ احرار وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے بتایا کہ کس طرح اس وقت کی گورنمنٹ کے بعض افسران بھی ان مفسدین کی پشت پناہی کر رہے تھے مگر چونکہ خدا کا سایہ مصلح موعود کے سر پر تھا اس لئے ان تمام مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور جماعت احمدیہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے پیشگوئی کے الفاظ

"وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

کے عنوان پر تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ درسی لحاظ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ میٹرک پاس بھی نہ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو علم بھی حاصل تھا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ ۱۹۱۱ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان اور ۱۹۱۳ء میں الفضل کا اجراء کرنا۔ حالانکہ اس وقت حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر علی الترتیب صرف ۲۳ اور ۲۵ سال کی تھی، اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور کا معلم خود خدا تھا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بالتفصیل ان امور کا ذکر کیا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قرآن مجید کے معارف بیان کرنے اور تفسیر نویسی کے چیلنج پر چیلنج دیئے مگر کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ حتیٰ کہ مولانا ظفر علی خاں جیسے اشد ترین معاند بھی اس امر کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے کہ حضرت محمود رضی کے علمِ قرآن کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علمِ تاریخ، علمِ معاشیات و اقتصادیات پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔ اس ضمن میں مقرر نے حضور کی تصانیف "اسلام میں اختلافات کا آغاز"، "ملکیتِ زمین اور اسلام"، "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ غیر از جماعت لوگوں نے بھی ان مضامین کی بلندی کا اقرار کیا۔ آخر میں مقرر نے بتایا کہ سیاست میں مولانا شوکت علی اور دیگر سیاسی لیڈران بھی اس امر کا کھلے بندوں اقرار کرنے پر مجبور تھے کہ سیاسی مسائل کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پیش کردہ حل ہی صحیح اور درست راستہ ہے

اس کے بعد عزیز منظفر احمد صاحب یادگیری نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظم

"بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے"

سنائی اور پھر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے پیشگوئی کے الفاظ

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام نے اپنی نشأۃ اولےٰ میں کس طرح ترقی کی مگر پھر تنزل کا دور آگیا۔ اور نشأۃ ثانیہ میں اسلام پھر ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھا اور جس طرح پہلے اس نے عہدِ فاروقی میں شاندار ترقی حاصل کی تھی اسی طرح نشأۃ ثانیہ کے عہدِ فاروقی میں اس نے شاندار ترقی حاصل کی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی کے الہامات "اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ" اور "نُمَزِّقُھُمْ" وغیرہ کی تشریح کرتے ہوئے واقعات سے ان کی صداقت ثابت کی اور پھر بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی کی تصنیفات، زبردست تقاریر اور قرآن مجید کے چودہ بلکہ پندرہ زبانوں میں تراجم کی اشاعت اس امر کا ثبوت ہے کہ کلام اللہ کا مرتبہ حضور رضی کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ اسی ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی کے ذریعہ قرآن مجید کی تفسیر نویسی کے چیلنج اور تفسیر کبیر کی متعدد جلدوں کی اشاعت اور ان کے بے مثال ہونے کے متعلق علامہ نیاز فتحپوری جیسے علماء کے اقرار بطور ثبوت پیش کئے۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے

حضرت مصلح موعود رضی کے چند اصلاحی کارنامے

کے موضوع پر تقریر فرمائی جس کے شروع میں غیر مبائعین کے چند اعتراضات کی تردید کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ مصلح موعود کا الہامی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقرر کردہ میعاد نو سال کے اندر پیدا ہونا اور حضور کا صلبی بیٹا ہونا ضروری ہے اصلاحی کارناموں کے ضمن میں مقرر نے بالتفصیل بیان کیا کہ غیر مبائعین نے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا غلط مفہوم پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔ مصلح موعودؓ نے اس کی تردید فرمائی۔ اور قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے حقیقی مفہوم دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ امتی نبی آسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی مقام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور مسئلہ خلافت کو مضبوط اور استوار بنیادوں پر قائم کر دیا اس کی تائید میں مقرر نے مختلف دلائل و واقعات سے حضرت مصلح موعودؓ کے موقف کی تشریح فرمائی اور آخر میں بتایا کہ حضرت مصلح موعود کے ذریعہ جماعت تقوےٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو گئی جس کا اقرار غیر از جماعت لوگ بھی کرتے ہیں۔

پھر مکرم صلاح الدین صاحب ایم اے نے "حضرت مصلح موعود رضی سے وابستہ چند یادیں" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں حضور رضی سے متعلق ذاتی تاثرات و واقعات بیان فرمائے جو نہایت ایمان افروز تھے۔

آخر میں صاحب صدر نے پیشگوئی کے الفاظ "مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ" کی تشریح بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں یہ [illegible] تھا کہ مصلح موعود سلسلہ کا ابتدائی زمانہ بھی دیکھنے والا ہوگا جب کہ مومنین کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب اور نئے فتنوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور ہر قسم کی [illegible] کرنی پڑیں گی۔ اور وہ مظہر الآخر بھی ہوگا یعنی وہ ایسا زمانہ بھی دیکھے گا کہ جب اسلام اور احمدیت دنیا میں پھیل جائے گی مظہر الحق والعلاء کی تشریح کرتے ہوئے صاحب صدر نے بیان کیا (باقی ۱۰)

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دے ــــــــــ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۵۷۱ منکہ محمد عبد القیوم ولد سیٹھ محمد علی مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس آج مورخہ ۴۸/۱۱/۸ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے بصورت ملازمت مجھے ۱۵۵/- ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی موجودہ و آیندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد محمد عبد القیوم موصی ۴۸/۱۱/۸ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن ۴۸/۱۱/۸ گواہ شد مولوی احمد حسین ولد مولوی مومن حسین مرحوم مومن منزل مسجد آباد حیدر آباد دکن ۴۸/۱۱/۸

وصیت نمبر ۱۳۷۲۰ ۔ میں طاہرہ بیگم عرف بیرن بی بی زوجہ ماسٹر محمد قمر علی احمد صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر سینتالیس سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نیا پٹنہ ضلع کٹک اڑلیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴۸/۷/۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری جائداد صرف ذیل کی ہے۔ (۱) مہر چار صد روپیہ جو میں وصول کر چکی ہوں (۲) اس کے علاوہ نہ میرے پاس زیور ہے نہ کوئی اور جائداد۔ زیور میں نے سولہ صد روپیہ میں فروخت کر دیا تھا۔ یعنی کل جائداد دو ہزار روپیہ ہوئے۔ میں اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر میری مزید جائداد جو ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامۃ طاہرہ بیگم موصیہ

گواہ شد محمد فرقان علی صدر جماعت احمدیہ پنکال برادر موصیہ ۴۸/۷/۶ گواہ شد محمد شمس الحق معلم مدرسہ احمدیہ پنکال۔ کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے وکیل المال نزیل پنکال

وصیت نمبر ۱۳۷۴۸ ۔ میں عبد الصمد خاں ولد ثناء اللہ خاں قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۷-۱-۱۹۶۸ / ۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد جس میں زرعی زمین چھ بیگھہ ہے جس کی اندازاً قیمت مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ خانہ باغ جس کی اندازاً قیمت ۳۰۰/- روپیہ ہے اور اثاث البیت جس کی قیمت ۲۰۰/- روپیہ ہے۔ کل جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ملازمت کی ماہوار آمد ۳۴۵/- روپیہ ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد عبد الصمد خاں ولد ثناء اللہ خاں صاحب سکنہ کیرنگ ۲۷-۱-۶۸ / ۴۷ ہش۔ گواہ شد آفتاب الدین خاں سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ ۲۷-۱-۶۸ / ۴۷ ہش۔ گواہ شد سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کیرنگ گواہ شد محمد بشیر الدین سیکرٹری تبلیغ کیرنگ

وصیت نمبر ۱۳۷۴۹ ۔ میں عابدہ بی بی زوجہ عبد الصمد خاں قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۷-۱-۶۸ / ۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری جائداد حسب ذیل ہے :۔ زرعی زمین چار بیگھہ قیمتی ۴۰۰/- روپے۔ اثاث البیت قیمتی ۲۰۰/- روپے۔ سونے کا ہار دو عدد قیمتی ۱۶۰۰/- روپے۔ مہر بذمہ خاوند عبد الصمد خاں صاحب ۱۲۰۰/- روپیہ۔ سونے کا کان پھول قیمتی ۶۰۰/-۔ چاندی کے زیورات قیمتی ۴۰/- روپیہ میزان ۱۰۰۰۰/- روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی زندگی میں اپنا ایک ہزار روپیہ چندہ وصیت ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ نیز میری وفات کے بعد جس قدر جائداد میری ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامۃ عابدہ بی بی۔ گواہ شد سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ کیرنگ ۲۷-۱-۶۸ / ۴۷ ہش گواہ شد محمد بشیر الدین سیکرٹری تبلیغ کیرنگ ۲۷-۱-۴۷ ہش

وصیت نمبر ۱۳۷۵۰ ۔ میں شیخ غلام نبی ولد شیخ غلام محمد صاحب قوم شیخ پیشہ وقف زندگی عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی سکنہ یاری پورہ گام ڈاکخانہ خاص ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶-۱۱-۶۸ / ۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد مبلغ ۷۰/- روپیہ ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان سے بطور گزارہ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد شیخ غلام نبی مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر۔ گواہ شد محمد امام غوری سیکرٹری مال جماعت احمدیہ یادگیر۔ گواہ شد محمد رحمت اللہ غوری سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ یادگیر

وصیت نمبر ۱۳۷۵۷ ۔ میں محمد شرف الدین ولد محمد موسیٰ خاں صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قاضی پورہ ڈاکخانہ و ضلع حیدر آباد دکن صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹ نبوت ۱۳۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری ذاتی منقولہ یا غیر منقولہ کوئی کسی قسم کی جائداد نہیں ہے۔ صرف ایک مکان ہے جو میری والدہ کے نام میں ہے جس کی تقسیم ابھی تک عمل میں نہیں آئی جس کی مالیت تقریباً ۲۰۰۰۰/- روپیہ ہے اور اس میں میرا تقریباً ۱/۸ حصہ ہے۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کو دے دوں گا۔ میری اس وقت مبلغ ۲۵۰/- روپیہ ماہوار آمد ہے۔ میں اپنی کل جائداد جو میرے حصہ میں آئے گی اور اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنے پر جس قدر ترکہ ثابت ہو گا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور نیز اس کے بعد اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دونگا۔

العبد محمد شرف الدین معین احمد خاں محلہ قاضی پورہ مکان ۲۶۹-۵-۲۰ گواہ شد یوسف حسین سیکرٹری وصایا و فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ حیدر آباد دکن۔ گواہ شد احمد عبد الحمید قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن

وصیت نمبر ۱۳۷۵۸ ۔ میں محمد عبد الشکور ولد محمد موسیٰ خاں صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قاضی پورہ ڈاکخانہ و ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ نبوت ۱۳۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری ذاتی منقولہ یا غیر منقولہ کوئی کسی قسم کی جائداد نہیں ہے۔ صرف ایک مکان ہے جو میری والدہ کے نام میں ہے جس کی تقسیم ابھی تک عمل میں نہیں آئی جس کی مالیت تقریباً مبلغ ۲۰۰۰۰/- روپے ہے اور اس میں میرا تقریباً ۱/۸ حصہ ہو گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کو دے دوں گا۔ میری اس وقت مبلغ ۳۵۰/- روپے ماہوار آمد ہے۔ میں اپنی کل جائداد جو میرے حصہ میں آئے گی۔ اور اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جس وقت ترکہ ثابت ہو گا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور نیز اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کو دے دونگا۔

العبد محمد عبد الشکور محلہ قاضی پورہ مکان نمبر ۲۶۹-۵-۲۰ حیدر آباد دکن۔ گواہ شد یوسف حسین سیکرٹری وصایا و فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ۔ گواہ شد احمد عبد الحمید قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن۔

رپورٹ یوم مصلح موعود بقیہ صفحہ ۹

اس سے مراد یہ بھی ہے کہ مصلح موعود جماعت احمدیہ کو عظیم الشان فتح پر قائم کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اسے غیر معمولی کامیابی بخشے گا۔ اور اس کے ذریعہ کفر کی بنیادیں گرا دی جائیں گی۔ محترم موصوف نے دلائل و واقعات کے رو سے ثابت کیا کہ یہ تمام باتیں حضرت مصلح موعود کے وجود باجود میں پوری ہوئیں۔ آخر میں محترم صاحب صدر نے دعا کرائی اور ۱۱½ بجے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ مستورات بھی برعایت پردہ اس تقریب

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں

جماعت کی تبلیغی و تعلیمی ضروریات کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی بابرکت درسگاہ نے خدا کے فضل سے جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں وہ احباب جماعت سے مخفی نہیں ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمتِ دین کی غرض سے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ عنقریب شروع ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں داخلہ فارم ۱۵ امان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء تک نظارت ہذا سے حاصل کرکے اور اس کی خانہ پری کرکے یکم ماہ شہادت (اپریل) تک دفتر نظارت ہذا میں واپس موصول ہو جانے ضروری ہیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں:-

۱- بچے کی سابقہ تعلیم ہائر سیکنڈری یا کم از کم مڈل تک ہونی لازمی ہے۔

۲- بچہ اردو زبان بخوبی لکھ اور پڑھ سکتا ہو۔

۳- قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:- صدر انجمن احمدیہ نے امسال بھی چار وظائف منظور فرمائے ہیں۔ جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھ کر دئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب تاریخ مقررہ تک فارم داخلہ پر کرکے دفتر نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔

۲- حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی جاری ہے۔ اس کلاس میں اس سال بھی موزون طالب علم لئے جائیں گے۔ اس کلاس میں داخل ہونے والا بچہ ذہین ہو۔ اور قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ دس بارہ سال سے عمر متجاوز نہ ہو۔ ہونہار اور مستحق طلباء کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ خواہشمند احباب جلد توجہ فرمائیں۔ اور درخواستیں دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

لازمی چندہ جات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

ایک الہام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک جلسہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے پتہ لگتا ہے کہ یہ کام آخر ہو کر رہے گا اور کسی روک کی وجہ سے چاہے وہ کتنی ہی بڑی ہو اس سے یہ کام رک نہیں سکتا۔ آپ کا الہام ہے یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی تیری امداد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ پس مجھے روپیہ کی فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ایسے آدمی لائے گا جن کے دلوں میں الہاماً وہ یہ تحریک پیدا کردے گا کہ جاؤ اور چندے دو۔ اس کے لئے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کا ایمان بڑھ جائے تو موجودہ چندوں سے چار گنا کیا اس سے بھی زیادہ دے سکتے ہیں۔" تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء

پس احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی تکمیل میں اپنی مالی ذمہ داریوں کا صحیح احساس کرتے ہوئے لازمی چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں۔ کیونکہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں اب صرف کم و بیش دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے جملہ عہدیداران اور احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے بقایا جات کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اداریہ ...... بقیہ صفحہ نمبر ۲

(۲) روزانہ مقررہ تعداد میں کم سے کم استغفار کرنا۔ یعنی ۲۵ سال سے اوپر مرد اور عورتیں کم سے کم سو بار روزانہ۔ ۱۵ سال سے ۲۵ سال کے ۳۳ بار۔ ۷ سال سے ۱۵ سال کے ۱۱ بار۔ سات سال سے کم بچے روزانہ تین بار استغفار کیا کریں۔ استغفار کے الفاظ یہ ہیں:-

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" (الفضل ۲۸ جون ۶۷ء)

(۳) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعا جسے حضور علیہ السلام نے اسم اعظم قرار دیا تھا یعنی رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا۔ اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کثرت کے ساتھ اس دعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیں۔ تا خدا ہر وقت ان کے ساتھ ان کی مدد اور نصرت کے لئے کھڑا رہے۔ اور اس کی رحمت ان کو اسی طرح گھیرے جس طرح نور اس چیز کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ وہ نور کے ہالہ کے اندر آجائے۔ جس طرح سمندر کی تہ پانی سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کو ڈھانپ لے اور اس کی نصرت اسے مل جائے اور وہ اس حفاظت میں آجائے تو نہ کوئی چیز اسے ضرر پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی چیز دکھ دے سکتی ہے نہ کوئی انسان اسے ایذاء دے سکتا ہے۔ اور نہ اس کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق اسے دکھ دے سکتی ہے۔" (بدر ۲۸-۱۰-۶۷)

پس احباب جماعت کا فرض ہے کہ ان سابقہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ جن کو درحقیقت قرآنی دعا کا نچوڑ حضور نے اپنے حالیہ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا بھی التزام کریں اور اپنے گھروں میں بلکہ اہل و عیال اور جملہ دوست احباب کو اس کا پابند بنائیں تا وہ برکات اور خدا تعالیٰ کے فضل جو ان دعاؤں کے ساتھ وابستہ ہیں تمام احباب جماعت کے شامل حال ہوں اور اللہ تعالیٰ سب افراد جماعت کا جہاں کہیں وہ ہیں ہر طرح حافظ و ناصر اور حامی و معین ہو۔ آمین۔

دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان

ان تمام بہن بھائیوں کا شکر گزار ہے اور ان کے حق میں دعاگو ہے جنہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس کی مصنوعات خرید فرمائیں۔ اور اس طرح دواخانہ درویش کو خدمت کا شرف بخشا۔ یاد رکھئے کہ دواخانہ درویش کی

جملہ ادویات و مصنوعات

حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے نسخہ جات پر بنتی ہیں۔ چنانچہ:-

سرمہ درویش اور **درویش کاجل** (نسخہ جات کلاں) ہر دو خاص جڑی بوٹیوں، خالص دیسی ادویات اور سچے موتیوں کے مرکب ہیں۔ جو آنکھ ... جملہ امراض کے لئے مفید ہونے کے علاوہ انہیں ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح **درویش امرت** پیٹ کی جملہ امراض از قسم ہیضہ، بدہضمی، تبخیر معدہ، نیز نزلہ و زکام، کھانسی اور داڑھوں کی درد کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ **درویش بام** نمونیہ کی تکلیف، کمر درد، سر درد، اور جوڑوں کے درد میں اس کی مالش یقیناً آپ کو فوری طور پر آرام پہنچائے گی۔ **درویش منجن** دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض کو دور کرتا ہے اور انہیں چمکدار اور مضبوط بناتا ہے۔ **درویش چورن** پیٹ کے تمام امراض کے لئے بے حد مفید اور مجرب نسخہ ہے۔ علاوہ ازیں ہمارا سپیشل تحفہ

درویش سینٹ بھی حسب سابق حاضر خدمت ہے۔ اس کی بھینی بھینی خوشبو یقیناً آپ کے دماغ کو عرصہ تک معطر رکھے گی۔

- ہر دوائی کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔
- پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ اور شیشہ کی سلائی مفت۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بچے وقفِ جدید کا سارا مالی بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھالیں

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران آیت ۱۸۱)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میری خواہش بھی ہے اور میں دُعا بھی کرتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان بچے اور چھوٹے بچے جنہیں میں نے اس میں شامل کیا ہے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھالیں اور میرے نزدیک ایسا ممکن ہے۔ لیکن اُن کے والدین اور سرپرست اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں رکھتے یا اُنہیں ذمہ داری کا اُتنا احساس نہیں جتنا ہونا چاہیئے۔ اُنہیں یہ سوچنا چاہیئے کہ دو چیزوں میں سے کونسی چیز پسند کریں گے۔ ایک یہ کہ اُن کے بچے بچپن کی عمر سے ہی بخل کی عادتوں سے چھٹکارا حاصل کر کے اِس دُنیا میں اور اُس دُنیا میں اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوتے چلے جائیں یا وہ یہ پسند کرینگے کہ جہنّم کے اندر اُن بچوں کی گردنوں میں وہ طوق ہو جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ آپ یقیناً پہلی بات کو پسند کریں گے۔ لیکن صرف دعویٰ سے نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ یہ مادی دُنیا عمل کی دُنیا ہے ..... پس اگر آپ کے دل میں یہ احساس ہو کہ ہمارے بچوں کو بخل کی عادت نہ پڑ جائے اور اِس عادت میں وہ پختہ نہ ہو جائیں تو مہینہ میں ایک اٹھنّی ایسی چیز نہیں جو بوجھ معلوم ہو۔ صرف توجّہ کی کمی ہے۔ اور یہ حالت دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔ پس میں بچوں کو بھی اور اُن کے والدین اور سرپرستوں کو بھی اِس طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے آہستہ آہستہ عادت ڈال کر وقفِ جدید کے نظام کو مالی لحاظ سے بچوں کے سپرد کر دینا ہے۔

اُمید ہے کہ جملہ احباب جماعت اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے فوراً اِس طرف توجّہ دے کر اپنے بچوں کو وقفِ جدید کے نظام میں شامل کر دیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن فارم ۴ قاعدہ ۸

① مقامِ اشاعت .... قادیان

② وقفہ اشاعت .... ہفتہ وار

③ ④ پرنٹر و پبلشر .... ملک صلاح الدین ایم۔اے

قومیت .... ہندوستانی

پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان

⑤ ایڈیٹر کا نام .... محمد حفیظ بقاپوری

قومیت .... ہندوستانی

پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان

⑥ اخبار کے مالک افراد یا ادارہ کا نام .... صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم ہے، صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے
پبلشر اخبار بدر قادیان
۲۶ فروری ۱۹۶۹ء

ولادت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ۴ سال بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب بچے کے نیک اور خادمِ دین ہونے اور درازیٔ عمر کیلئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار بشیر احمد اوپڑ۔ کرنال۔

پتہ جات کے بارہ میں نہایت ضروری اعلان

احباب کرام کی آگاہی کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اپنے پتہ جات خط و کتابت کرتے وقت صاف اور خوشخط لکھا کریں تاکہ نظارت ہذا آپ کے خطوط کا جواب بروقت دے سکے۔ بسا اوقات دوست نہ تو اپنا پتہ درج کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نام تک نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کو بروقت اُن کی چٹھی کا جواب نہیں ملتا تو شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ اور نظارت ہذا کو بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ اس صورت میں پتہ واضح نہ ہونے کی وجہ سے اکثر چٹھیاں واپس آجاتی ہیں جس سے مالی نقصان بھی پہنچتا ہے۔ آئندہ کے لئے اُن تمام دوستوں سے جو دفتر ہذا سے خط و کتابت کرتے ہیں یا کرنا چاہیں یہ استدعا ہے کہ وہ اپنا پتہ مکمل، صاف اور خوشخط تحریر فرمایا کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے چند میٹرک پاس کلرکوں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مع مصدقہ سرٹیفکیٹ اور امیر مقامی یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی سفارش کیساتھ نظارت علیا کے نام بھجوادیں۔ سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے گریڈز ۹۰-۴-۱۳۰-۵-۱۶۰-۶-۲۲۰ روپے دیئے جائیں گے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک، پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز 23—1652 23—5222 | تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

For all your requirements in GUM BOOTS

- STRAIGHT HOSES
- TROLLY WHEELS
- EXTRUDED RUBBER SECTIONS
- RUBBER MOULDED GOODS
- RUBBERISED ROLLERS

AS PER CUSTOMER'S SPECIFICATION

PHONE : 24-3272

GLOBE RUBBER INDUSTRIES
10, PRABHURAM SIRCAR LANE,
CALCUTTA-15